مرثیہ

میں زیب دہِ طرۂ دستارِ وفا ہوں

در حال

حضرت عباسؑ

بند-۶۴

www.emarsiya.com

﴿مرثیہ﴾

﴿میں زیب دہِ طرۂ دستارِ وفا ہوں﴾

﴿۱﴾
میں زیب دہِ طرۂ دستارِ وفا ہوں — آئینۂ اخلاص و محبّت کی جلا ہوں
پروانۂ شمعِ ادب و صدق وصفا ہوں — جو حق ہے سمجھنے کا نہ سمجھا کوئی کیا ہوں
گلزارِ جہاں عشق کا گلشن ہے مجھ ہی سے
دنیائے وِلا آج بھی روشن ہے مجھ ہی سے

﴿۲﴾
دنیا میں وفا کا جو سرا اونچا ہے تو مجھ سے — موّاجِ زمانہ میں یہ دریا ہے تو مجھ سے
یہ مہرِ مبیں آج چمکتا ہے تو مجھ سے — اِس بزم میں ہر سمت اُجالا ہے تو مجھ سے
اِس نخل کو خوں دے کے ترو تازہ کیا ہے
میرا ہی دم اِسکا سببِ نشو نما ہے

﴿۳﴾
وہ شیر ہوں اوّل سے وفا ہے مرا بیشہ — محبوب کی توصیف وثنا بس کہ ہے پیشہ
سمجھا ہوں شرف اُس کی غلامی کو ہمیشہ — اجزائے محبّت سے بنا ہے رگ و ریشہ
آقاؤں پہ کیونکر نہ دل و جاں سے فدا ہوں
معصوم ہی کے خونِ مصفّا سے بنا ہوں

﴿۴﴾
سب اہلِ وفا جانِ وفا کہتے ہیں مجھکو — دیندار تو ایمانِ وفا کہتے ہیں مجھکو
بخیہ گر دامانِ وفا کہتے ہیں مجھکو — ہاں خاتمِ ارکانِ وفا کہتے ہیں مجھکو
ندّی مرے کردار کی جس دن سے چڑھی ہے
کچھ وسعتِ گلزارِ وفا اور بڑھی ہے

www.emarsiya.com

﴿۵﴾
تھا دیکھنے کا جوشِ وفا پیاس میں میرا
دریا پہ نظر دل بہ احد آس میں میرا
اُمیّد سے وہ جوشِ وغا یاس میں میرا
وہ تیز قدم جادۂ الیاس میں میرا
گر دیکھ لیں انگشت وہ دانتوں میں دبائیں
مبہوت ہوں آئینۂ حیرت نظر آئیں

﴿۶﴾
وہ پیاس کی حدّت کہ لہو کھانے لگے جوش
بہتے ہوئے دریا کی صدائیں کہ اڑیں ہوش
وہ سرد ہوائیں وہ ہر اک موج قدح پوش
جانداروں کی پیہم سرِ ساحل وہ نیونوش
اِس حال میں قبضہ وہ مرا بحرِ وفا پر
پانی نہ پیا پھیک دیا سب کو دکھا کر

﴿۷﴾
دریائے وفا نہر پہ یوں میں نے بہائے
گو پیاس کی شدّت تھی نہ تیوری پہ بل آئے
یہ راہ وہ تھی جس میں وفا ٹھوکریں کھائے
مٹی میں ملے آبرو اور بات بھی جائے
اخلاص کا انداز دکھایا ہے تو میں نے
اِس ڈوبتی کشتی کو بچایا ہے تو میں نے

﴿۸﴾
سب اہلِ وفا مرتے رہے نامِ وفا پر
ہر طرح کے سو رنج سہے نامِ وفا پر
جانیں گئیں اکثر کی گہے نامِ وفا پر
ہاں خون کے دریا بھی بہے نام وفا پر
مخصوص شرف مجھکو یہ بخشا ہے خدا نے
میرے تو قدم وجد میں چومے ہیں وفا نے

﴿۹﴾
معصوموں میں تھیں حد کی وفائیں وہ تھے معصوم
بیجا نہیں اِسلام کی دنیا میں جو ہے دھوم
وہ سب مرے حاکم ہیں اک ادنا سا ہوں محکوم
اس نعمتِ عُظما سے مگر کب رہا محروم
وہ معرکہ مارا ہے عنایاتِ خدا سے
ہاں میں بھی سرفراز ہوا تاجِ وفا سے

www.emarsiya.com

﴿۱۰﴾
سب اہلِ وفا ہیں تو وفا نام ہے میرا
ممنونِ کرم مذہبِ اسلام ہے میرا
ایمان جسے کہتے ہیں پیغام ہے میرا
جوکارِ رسالت تھا وہی کام ہے میرا
سب کو سبق آموز شہادت ہے مری بھی
اس فرض کی تبلیغ میں شرکت ہے مری بھی

﴿۱۱﴾
اِسلام کا پرچم ہے بلنداب مرے دم سے
ایمان ہے محفوظِ گزنداب مرے دم سے
یہ دین ہے عاقل کو پسنداب مرے دم سے
درعفو خطا کا نہیں بنداب مرے دم سے
آقا نے غلامی کا شرف مجھکو دیا ہے
جب بابِ حوائج کا لقب مجھکو ملا ہے

﴿۱۲﴾
اے اہلِ وِلا حضرتِ عباسؑ فلکِ جاہ
تھے منکسر اِس حد کے کہ العظمت للہ
خود اپنی ثنا کرنے سے تھی آپ کو اکراہ
حضرت کی محبت نے بتائی مجھے یہ راہ
اعجاز ہے دریا بھی فصاحت کے بہے ہیں
خود اُنکی زبانی جو یہ کچھ بند کہے ہیں

﴿۱۳﴾
کچھ عالمِ طِفلی کے تو ملتے نہیں حالات
کی راویوں نے غفلتیں لکّھی نہ کوئی بات
تھی سب کی بزرگوں پہ نظر تھی یہ فقط بات
تخئیل سے اب لکھتا ہوں گزری جو تھی دن رات
بہکے نہ مرا ذہنِ رسا جوشِ وِلا سے
امداد کا طالب ہوں نصیری کے خدا سے

﴿۱۴﴾
اب میری زبانی بھی سنو شیر کی سیرت
جس روز ہوئی رحمتِ خالق سے ولادت
حاصل ہوئی عباسِؑ علیؑ کو یہ سعادت
شبیرؑ نے کی عرض پدر سے بصد اُلفت
بتلاؤں گا وعدہ یہ اگر کیجئے بابا
آغوش میں جو ہے مجھے دے دیجئے بابا

www.emarsiya.com

فرمایا علیؑ نے بصد اخلاص میں قرباں
دے دوں تجھے بے عذر ہو درکار اگر جاں ﴿۱۵﴾
دامن تو ہٹا سبطِ نبی حافظِ قرآں
لے شاد ہو مسرور ہو بخشا تجھے ہاں ہاں
میں کیا ہوں خدا بھی تو رضا مند ہے شبیر
یہ شیر ازل سے مرا فرزند ہے شبیر

یہ سنتے ہی خوش خوش پھرے شبیر فلک جاہ
دیکھا متبسم ہے وہ فرزند حق آگاہ ﴿۱۶﴾
ضَو ہے رخِ روشن میں کہ شرمندہ ہوں سو ماہ
ہر تارِ نظر عشق کی منزل کی ہے اک راہ
سرخ آنکھوں سے ظاہر ہے یہ مے شوق سے پی ہے
اور پلکوں کی چلمن سے وفا جھانک رہی ہے

ابرو ہیں کشیدہ تو یہ بتلاتے ہیں تیور
اک دن یہی بن جائیں گے چلتے ہوئے خنجر ﴿۱۷﴾
رخ سے ہے عیاں ولولۂ نصرتِ سرور
آغوش میں رہ رہ کے ہمکتا ہے وہ دلبر
ایماں ہے صفیں الٹیں گے پہونچیں گے جو رن میں
گھر جوشِ شجاعت کا ہے ماتھے کی شکن میں

ہر جنبشِ لب کہتی ہے پابندِ وفا ہوں
ارمان ہے آقا ترے قدموں پہ فدا ہوں ﴿۱۸﴾
کس طرح ابھی سے کہوں میں شیرِ وغا ہوں
کھل جائیگا اک روز کہ کیا چیز ہوں کیا ہوں
وقت آنے پہ دکھلاؤنگا انداز ولی کا
ورثہ ہے شجاعت کہ پسر ہوں میں علیؑ کا

کہتی ہے زباں صاف خموشی کی زبانی
گو تین شب و روز کی ہو تشنہ دہانی ﴿۱۹﴾
پیاسا ہو اگر فاطمہؑ کا یوسفِ ثانی
پیاسے رہیں دریا پہ کریں خون کو پانی
پینا تو کُجا نام بھی پانی کا نہ لیں گے
تاریخِ وفا دامنِ ساحل پہ لکھیں گے

www.emarsiya.com

﴿۲۰﴾
پیہم حرکت ہاتھوں کی کرتی ہے یہ اظہار
جس روز کہ عباسؑ علیؑ ہوں گے علمدار
دکھلائیں گے ہم زورِ علیؑ کا دمِ پیکار
اے تو سہی لاکھوں کو کریں جنگ میں فی النّار
تلوار پہ قبضہ تو علم ساتھ رہے گا
کٹنے پہ بھی میدانِ وغا ہاتھ رہے گا

﴿۲۱﴾
ثابت قدمی چوم کے کہتی ہے قدم کو
دیکھے گا نہ میدان سے ہٹتے کوئی ہم کو
یوں کھولیں گے اعدا کیلئے راہِ عدم کو
جمنے کا ٹھکانہ نہ ملے فوجِ ستم کو
کٹ جائیگا سر ہاتھ بھی اپنے جو کٹیں گے
مرنے پہ بھی دریا سے نہ یہ پاؤں ہٹیں گے

﴿۲۲﴾
سِن اور بڑھا اور بڑھا جوش وفا کا
تھا چار برس کا ابھی شبیرؑ کا شیدا
فرما رہے تھے وعظ علیؑ شُورِ بُکا تھا
پانی پسرِ فاطمہؑ سے آپ نے مانگا
عباسؑ نے تعمیل میں تعجیل بڑی کی
زحمت نہ گوارا تھی حسینؑ ابنِ علیؑ کی

﴿۲۳﴾
آتا تھا عجب شان سے وہ یوسفِ ثانی
تھا ظرف سرِ پاک پہ اُلفت کی نشانی
پیکر تھا وفا کا اسداللہ کا جانی
ملبوس پہ گرتا تھا چھلکتا ہوا پانی
آقا پہ تو سب غیب کے اسرار عیاں تھے
یہ دیکھ کے منبر پہ علیؑ اشک فشاں تھے

﴿۲۴﴾
ہاں مومنو ماتم کرو اب جوشِ بُکا میں
تھا قہر کا منظر نظرِ شیرِ خدا میں
دکھلایا تھا عباسؑ نے جو راہِ وفا میں
وہ راز کُھلا روزِ دہم دشتِ بلا میں
مشکیزہ کے بھرنے کو جب آئے تھے علمدار
دریا پہ یوں ہی خوں میں نہائے تھے علمدار

www.emarsiya.com

﴿۲۵﴾
قد بڑھ رہا تھا شام و سحر جوشِ وفا سے — ہوتے تھے قوی قلب و جگر جوشِ وفا سے
معراج کی منزل میں تھا سر جوشِ وفا سے — سینہ تو شجاعت کا تھا گھر جوشِ وفا سے
دریا کی طرح عُمر کی رفتار بڑھی تھی
رگ رگ میں لہو بن کے وفا دوڑ رہی تھی

﴿۲۶﴾
طفلی ہی سے تھے حضرتِ عباسؑ ادب داں — برتاؤ تھا ہر ایک سے جو جسکے ہو شایاں
تھے ماں پہ فدا باپ کے تھے تابع فرماں — سو جان سے تھے اپنے بڑے بھائی پہ قرباں
پر سب سے جدا طور تھا اُس حق کے ولی سے
چار آنکھ نہ کرتے تھے حسینؑ ابنِ علیؑ سے

﴿۲۷﴾
فن جنگ کے حیدرؑ سے سپاہی نے سکھائے — جرأت کے سبق معرکے دکھلا کے پڑھائے
اخلاقِ حسنؑ اپنے بڑے بھائی سے پائے — شبیرؑ نے بھی صبر کے عنوان بتائے
سب فقہہ و اُصول آپنے سیکھے تھے ولی سے
غازی کو شجاعت ملی ورثہ میں علیؑ سے

﴿۲۸﴾
یوں حضرتِ عباسؑ ہوئے مجموعۂ اوصاف — تھی پیشِ نظر شام و سحر سیرتِ اَسلاف
تھا آئینہ سے بڑھ کے دل اُس شیر کا شفّاف — ہر وصف کی تصویر ہوئی نقش بہت صاف
تا نام نہ باقی رہے سیرت میں کمی کا
درس آپ لیا باپ سے ثابت قدمی کا

﴿۲۹﴾
اُس شیر نے پائی تھی قیامت کی جوانی — ہیبت تھی کہ دل شیروں کے ہوں دیکھ کے پانی
ہاشم کے گھرانے میں تھا وہ یوسفِ ثانی — ہنگامِ سخن مثلِ علیؑ سیف زبانی
ہر ملک میں شہرت ہوئی تھی فضلِ خدا سے
پڑھوا لیا تھا کلمہ جری نے فُصحاء سے

www.emarsiya.com

﴿۳۰﴾
تاریخ میں صفّین کا قصّہ ہے یہ تحریر — جب جوش پہ تھی جنگ وجدل چل رہے تھے تیر
سر کٹ رہے تھے خوں سے ہراک لال تھی شمشیر — ہر آنکھ میں تھی جلوہ نما موت کی تصویر
ڈالی تھی نقاب آپ کے چہرہ پہ علیؑ نے
میدان میں عباسؑ کو بھیجا تھا ولی نے

﴿۳۱﴾
کم سِن تھا ابھی گو کہ بہت ضیغمِ حیدرؑ — تھا رعب کہ تھرّا رہا تھا شام کا لشکر
جبرئیلِ امیں دیکھ کے کہتے تھے فلک پر — گر پڑ گیا وقت آج تو بچنے کے نہیں پر
کیا حکمِ خدا ہوگا یہ معلوم نہیں ہے
یہ شیرِ غضب ناک تو معصوم نہیں ہے

﴿۳۲﴾
پھر کہتے تھے سنجیدہ ہیں یہ بھی دمِ پیکار — ہنگامے ہوں گو لاکھ مگر رہتے ہیں ہشیار
مجبور پہ بھولے سے نہیں کرتے کبھی وار — پھر کیوں نہ ہو جب ہیں پسرِ حیدرِ کرّار
یہ کوہ صفت ہٹتے نہیں اپنی جگہ سے
امکان ہے گو پاک ہیں ہر رجس و گنہ سے

﴿۳۳﴾
گو زیرِ نقاب آپکا تھا چہرۂ انور — پر رعب وہ تھا فوج میں ہر ایک تھا ششدر
گھبرا کے یہی کہتا تھا اک ایک سے افسر — اللہ رے ہیبت کہ تلاطم میں ہے لشکر
یہ دبدبے دنیا میں نہیں اور کسی کے
دیکھو تو سب انداز ہیں آمد میں علیؑ کے

﴿۳۴﴾
اِس طرح سے ٹھہرا فرسِ فارسِ زیرک — تھرّائی زمیں کانپ گیا چرخ یکا یک
کیا گاوِ زمیں پہونچی دھمک عرش بریں تک — سب لشکرِ غدار و شقی ہو گیا ہک دک
دل خون ہوا ہو گیا مضطر نکل آیا
ہندہ کا پسر خیمہ سے باھر نکل آیا

www.emarsiya.com

تھا رن میں مبارز طلب اعدا سے وہ ضیغم
پر ایک میں بھی شیر سے لڑنے کا نہ تھا دم
۳۵
یہ خوف تھا تھیں ساری صفیں درہم و برہم
ڈر سے ابوسفیاں کے پسر کا تھا یہ عالم
یہ کون ہے یہ سوچتا تھا پیکرِ غم تھا
سر فکرو تردد سے گنہگار کا خم تھا

مڑ کر بنِ شعثار کو یک بار پکارا
اب تو ہی بُرے وقت میں دے ساتھ ہمارا
۳۶
پھر فتح ہماری ہے جو اِس شیر کو مارا
اُس نے کہا جنگ اِس سے نہیں مجھکو گوارا
جرّار میرے ساتھ ہیں جو اہل ہنر ہیں
رستم ڈرے جن سے وہ مرے سات پسر ہیں

یہ کہہ کے کہا ایک سے تو بہرِ وغا جا
ہتھیار سجے سامنے جب شیر کے آیا
۳۷
پھر کُندہ بنا دوسرا بھی نارِ سقر کا
دوزخ کا بتایا اُسے اک وار میں رستا
اِس پنجتنی شیر نے جب چار کو مارا
اک مرتبہ مڑکے بنِ شعثار پکارا

کیا جانئے کس بیشۂ ضیغم کا ہے یہ شیر
اک ایک سے ہنگام وِغا ہوگا نہ اب زیر
۳۸
سب مِل کے بڑھو قتل میں اِسکے نہ کرو دیر
وہ غم ہے کہ دنیا مری آنکھوں میں ہے اندھیرا
مشکل ہے وغا تیغِ شجاعت کے دھنی سے
اب تینوں لڑو ساتھ ہی اِس پنجتنی سے

یہ سُن کے بڑھے تیغ بکف جنگ کو غدّار
تھے وہ سگِ دنیا مئے نخوت سے جو سرشار
۳۹
غُراتے ہوئے آگئے نزدیک سیہ کار
ہر سمت سے اک مرتبہ تینوں نے کئے وار
سمجھے ہوئے تھے دل میں کہ اب مار لیا ہے
انعام بڑا پائیں گے وہ کام کیا ہے

www.emarsiya.com

﴿۴۰﴾

پاتے ہی اشارہ بڑھا اُس شیر کا گھوڑا
ضیغم نے جفا جو کی کلائی کو مروڑا
یوں چھین لی تلوار دل اُس کا ہوا تھوڑا
عباسؑ نے مردود کو جیتا نہیں چھوڑا
وہ وار کیا داد دی ہر اہلِ ہنر نے
غازی کے قدم چوم لئے کٹتے ہی سر نے

﴿۴۱﴾

وہ دو جو چپ و راست تھے انکا سنو انجام
دونوں نے چلائی تھی بڑے جوش میں صمصام
خود انکا غضب اُن کو ہوا موت کا پیغام
پایا ملک الموت سے بدبختوں نے انعام
آئے تھے فنا کرنے فنا ہو گئے دونوں
خود اپنی ہی تیغوں سے دوتا ہو گئے دونوں

﴿۴۲﴾

بے ساختہ احسنت کہا فوجِ شقی نے
سو شکر کے سجدے کئے خوش ہو کے علیؑ نے
بے دینوں پہ افسوس کیا جب نہ کسی نے
مرجائیے غم سے کہا شعشار کے جی نے
گھوڑے پہ چڑھا تیغ رکھی میان میں آیا
جھلّایا ہوا جنگ کے میدان میں آیا

﴿۴۳﴾

بے آپے تھا غصّہ سے ستمگر ہوا گویا
تو کون ہے بتلا مجھے نام و نسب اپنا
کیا نام قبیلہ کا ہے فرزند ہے کس کا
کس صاحبِ اعجاز سے فن جنگ کا سیکھا
کیا جنگ و جدل آج سے پہلے کبھی کی ہے
کیا دل میں جو اپنے میں سمجھتا ہوں وہی ہے

﴿۴۴﴾

عباسؑ نے کس ناز سے بڑھ کے کیا ارشاد
اپنے ہی قبیلہ سے یہ دنیا ہوئی آباد
اپنے ہی براہیم سے آدم سے تھے اجداد
سن لے کہ ہے تیغِ غضبِ رب مرا اُستاد
کفّار کا قاتل ہے تو ایماں کی سپر ہے
رحمت جسے اللہ کی کہئے وہ پدر ہے

www.emarsiya.com

۴۵
میں پیکرِ ایماں ہوں مراکام وفا ہے
اِسلام ہوں پیہم مرا پیغام وفا ہے
منظورِ نظر جو سحر و شام وفا ہے
میں کفر کا دشمن ہوں مرا نام وفا ہے
تجھ سے ستم ایجاد کو للکار رہا ہوں
یہ معرکہ پہلا ہے جسے مار رہا ہوں

۴۶
خالق کو ہے محبوب وہ ہے میرا قبیلہ
اللہ سے ملتا ہوا ہے نام پدر کا
میں شیرِ درندہ ہوں وفا نام ہے میرا
فن جنگ کا والد نے مجھے خود ہے سکھایا
جب تک مری تلوار سے معدوم نہ ہوگا
میں کون ہوں غافل تجھے معلوم نہ ہوگا

۴۷
یہ سنتے ہی مکّار نے نیزہ کا کیا وار
بجلی کی طرح چل گئی عباسؑ کی تلوار
نیزہ کی انی یوں اڑی گویا ہوئی پردار
ضیغم نے کلائی کو پکڑ کے کہا ہوشیار
اک جھٹکے میں حربہ چھنا غم سہہ گیا ظالم
سرد آہ بھری سہم کے بس رہ گیا ظالم

۴۸
جھلاّ گیا بس میان سے تلوار نکالی
غصّہ کی نظر پیکرِ اِسلام پہ ڈالی
سمجھا تھا مراد اپنے دلِ نحس کی پالی
واراُس نے کیا جوش میں دی آپ نے خالی
مردود سنبھل ہی گیا گو دور تھا بس سے
نزدیک تھا گرجائے وہ غدّار فرس سے

۴۹
پیچھے ہٹا کہتا ہوا وہ ثانیٔ عنتر
یہ جنگ کے فن جانتے ہیں دہر میں کمتر
واقف ہیں فقط شیرِ خدا حیدرِ صفدر
دل کہتا ہے میرا ہو تمھیں فاتح خیبر
فنکار ہو واللہ شجاعِ ازلی ہو
بی الفرض نہیں ہو جو علیؑ مثلِ علیؑ ہو

www.emarsiya.com

یہ سنتے ہی ڈنکار کے وہ شیر پکارا ﴿۵۰﴾ ہم وہ ہیں کہ حارث کو بھی مرحب کو بھی مارا
قتّالِ نفاق آج بھی کنبہ ہے ہمارا جز موت کے مردود تجھے بھی نہیں چارا
اِس جسمِ سیہ کو ترے گلرنگ کریں گے
اک ضرب میں ظالم تجھے چورنگ کریں گے

فرما کے یہ نعرہ کیا تھرّا گئے کہسار ﴿۵۱﴾ غش آنے لگا جھک گیا مردود سیہ کار
دوڑا کے فرس آ گیا نزدیک یہ دیں دار جھٹکا دیا پٹکے کو پکڑ کے جوں ہی اک بار
اِس طرح اُچھالا کہ تماشہ نظر آیا
بالائے ہوا دیو کا لاشہ نظر آیا

عباسؑ جری نے کیا یوں خاتمۂ جنگ ﴿۵۲﴾ سارے سپہ شام کے سردار ہوے دنگ
تھے ضربتوں میں حیدرِ کرّار کے سب ڈھنگ بس آتے ہی زد پر وہ جفا جو ہوا چورنگ
فرمایا کہ تو جانتا تھا حق کا ولی ہوں
لے سُن لے علیؑ تو نہیں فرزندِ علیؑ ہوں

کی گو کہ مبارز طلبی فوج سے سو بار ﴿۵۳﴾ نکلا نہ پئے جنگ مگر ایک ستمگار
یہ خوف تھا تھرّا رہا تھا لشکرِ غدّار سب کہہ رہے تھے موت سے تو لڑنا ہے دشوار
واپس ہو بس اب حکم دیا حق کے ولی نے
بوسہ لیا ہاتھوں کا بصد شوق علیؑ نے

جب رخ سے نقاب آپ نے اک بار اٹھائی ﴿۵۴﴾ انصار کو عباسؑ کی صورت نظر آئی
یہ جوشِ مسرّت بڑھا رونے لگے بھائی شبیرؑ کے قدموں پہ جھکا حق کا فدائی
کچھ سوچ کے منھ اشکوں سے دھونے لگے حیدرؑ
یہ دیکھ کے دل خوں ہوا رونے لگے حیدرؑ

www.emarsiya.com

اک بار تصوّر میں یہ منظر نظر آیا ﴿۵۵﴾ نرغہ میں دل و جانِ پیمبر نظر آیا
دریا پہ علمدار دلاور نظر آیا گھیرے ہوئے دولاکھ کا لشکر نظر آیا
مشکیزہ سرِ دوش ہے تصویرِ وفا ہیں
عباسؑ جری غیظ میں مصروفِ وغا ہیں

بچوں کی جو ہے پیشِ نظر تشنہ دہانی ﴿۵۶﴾ غصّہ ہے بہت کر رہے ہیں خون کو پانی
تنگ آچکے ہیں جنگ سے سب ظلم کے بانی چھایا ہوا ہے فوج پہ وہ جعفرِ ثانی
یہ حس نہ رہی سوتے ہیں یا جاگ رہے ہیں
کچھ بھاگ چکے پہلے ہی کچھ بھاگ رہے ہیں

اک بار تصوّر میں یہ نقشہ نظر آیا ﴿۵۷﴾ میدان ہوا صاف تو دریا نظر آیا
بھرتے ہوئے مشکیزہ وہ پیاسا نظر آیا دل رو دیا منظر وہ وفا کا نظر آیا
پیاسا رہِ اُلفت سے گزرتے ہوئے دیکھا
منہ پھیرے ہوئے مشک کو بھرتے ہوئے دیکھا

دل بھُن رہا ہے ایسی ہے گو تشنہ دہانی ﴿۵۸﴾ اٹھتے ہیں دھویں سر سے لہو ہوتا ہے پانی
دریا کا تقاضہ یہ ہے موجوں کی زبانی دو گھونٹ تو پی لے اسد اللہ کے جانی
پیاسوں کے لئے سرد نفس بھرتے ہیں عباسؑ
مُہریں سرِ دامانِ وفا کرتے ہیں عباسؑ

چُلّو میں جو پانی کو اٹھاتے ہوئے دیکھا ﴿۵۹﴾ کچھ اور ہوا حیدرؑ ذیجاہ کا نقشہ
بل تیوریوں پر آگئے آنے لگا غصّہ تف کہہ کے علمدار نے پانی کو جو پھینکا
خوش کر دیا مولا کو اِس اندازِ وفا نے
کی حمدِ خدا شکر کیا شیرِ خدا نے

www.emarsiya.com

اب کی تو تصوّر نے وہ تصویر دکھائی ﴿۶۰﴾ برچھی غمِ جانکاہ کی سرکار نے کھائی
بے دست ہوا سبطِ پیمبر کا فدائی ﴿۶۰﴾ اک گیو بڑھا گرز کی وہ ضرب لگائی
سر شق ہوا رہوار پہ تیورا گئے عباسؑ
باگیں چھٹیں بالائے زمیں آگئے عباسؑ

اب دیکھا چلے آتے ہیں روتے ہوئے شبیرؑ ﴿۶۱﴾ گر گر کے جو اٹھتے ہیں کہے جاتے ہیں تکبیر
نوحہ ہے یہ پیہم کہ مرے بچوں کی تقدیر ﴿۶۱﴾ ہے ہے سوئے جنّت ہوئے عباسؑ بھی رہگیر
اب میری سکینہؑ سے بھی منھ موڑ چلے ہیں
دل پیاسوں کے اور میری کمر توڑ چلے ہیں

عباسؑ کے نزدیک جو پہونچے شہ والا ﴿۶۲﴾ اُس شیر کی حسرت کی طرح تیر نکالا
نزدیک تھا ہو جائے زمانہ تہہ و بالا ﴿۶۲﴾ گو حیدرِ صفدر نے بہت دل کو سنبھالا
یہ دیکھ کے کس طرح بھلا دل کو کل آئے
منھ زرد ہوا آپ کا آنسو نکل آئے

غم سے ہوا صد چاک تصوّر کا جو پردا ﴿۶۳﴾ دل خون ہوا روئے بہت سید والا
نزدیک تھا صد چاک ہو پھٹ جائے کلیجہ ﴿۶۳﴾ بیتاب ہوئے بیٹے کو چھاتی سے لگایا
گو غم تھا مسرّت سے مگر جھوم رہے تھے
عباسؑ کے ہاتھوں کو علیؑ چوم رہے تھے

گوہرؔ نے تو آج ایک نیا رنگ دکھایا ﴿۶۴﴾ خوش کر کے ہر اک اہل محبّت کو رلایا
چہرے ہی میں اک درسِ وفا سب کو پڑھایا ﴿۶۴﴾ کِس حُسن سے کیا فرض ہے مومن کو بتایا
ہر ایک رکھے پیشِ نظر حق کی خوشی کو
آئینہ کیا سیرتِ عباسؑ علیؑ کو

www.emarsiya.com